R.EGD No L 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل لاہور

یوم یک شنبہ (اتوار)

فی پرچہ ۱؎

جلد ۳	۱۵ ہجرت ۱۳۲۸ ہش	۱۵ مئی سنہ ۱۹۴۹ء	نمبر ۱۱۱

اخبار احمدیہ

لاہور ۱۴ ماہ ہجرت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

—— حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

—— محترم نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کے متعلق اطلاع منظہر ہے۔ کہ کل رات دانتوں میں شدید درد تھا۔ لیکن آج دوپہر کے وقت آرام رہا۔ بخار اور نبض کی حالت بدستور ہے۔ ضعف نسبتاً زیادہ ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

پاکستان کو دنیا بھر کے مسلمان سب سے بڑا اسلامی ملک سمجھتے ہیں

کراچی ۱۴ مئی۔ مصر کا جو تجارتی وفد پاکستان آیا ہوا ہے۔ اس کے لیڈر محمود ذکی بے نے ایک بیان میں کہا ہے۔ کہ دنیا بھر کے مسلمان پاکستان کو سب سے بڑا اسلامی ملک سمجھتے ہیں۔ کل انہوں نے قائد اعظم کے مزار پر پھول چڑھاتے ہوئے کہا۔ میں اس عظیم المرتبت شخصیت کے مزار پر پھول چڑھا رہا ہوں۔ جس نے پاکستان بنایا۔ اور اسے مستحکم بنیادوں پر قائم کیا اور اس طرح مسلمان قوم کو قوت و طاقت بخشی۔

کوئی ایسی شرط منظور نہیں کیجائیگی جس سے رائے شماری کی آزادی اور غیر جانبداری میں فرق پڑے

پاکستان مضبوطی سے اس بات پر قائم ہے کہ باشندگان کشمیر اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کریں

بغداد ۱۴ مئی۔ پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خاں نے پھر اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ پاکستان کوئی ایسی شرط منظور نہیں کرے گا۔ جس سے کشمیر میں رائے شماری کی آزادی یا غیر جانبداری میں کوئی فرق پڑے۔ آج آپ نے بغداد میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ پاکستان اتحادی قوموں کے کشمیر کمیشن کو ہر ممکن امداد دیتا رہا ہے۔ اور آئندہ بھی دینے کے لئے تیار ہے۔ لیکن وہ اس بات پر مضبوطی سے قائم ہے۔ کہ وہاں کے باشندوں کو آزاد و غیر جانبدار استصواب کے ذریعہ اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے۔

مشرق وسطیٰ کے ممالک سے پاکستان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر لیاقت علی خاں نے کہا۔ پاکستان اسلام اور مسلم اقوام کی سربلندی کے لئے کام کرتا رہے گا۔ سالقہ ہی وہ دنیا میں پائیدار امن اور خوشحالی کے دور دورے کا بھی خواہاں ہے۔ کل مسٹر لیاقت علیخاں حضرت غوث الاعظم رح کے مزار اور کربلائے معلیٰ کی زیارت کے بعد عراق کے ریجنٹ امیر عبدالالٰہ سے ملاقات کے لئے گئے۔ اور انہیں پاکستان آنے کی دعوت دی۔

"سول" کی اشاعت پر پابندی کی وجوہات

کراچی ۱۴ مئی۔ مرکزی حکومت نے ایک بیان میں اس امر کی وضاحت کی ہے۔ کہ کن وجوہات کی بناء پر تین ماہ کے واسطے "سول" کی اشاعت پر پابندی لگائی گئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ پچھلے دنوں نئی دہلی کے اشارہ پر کشمیر کی تقسیم کے متعلق جب اس اخبار نے ایک غلط خبر شائع کی۔ تو پاکستان کے پریس میں بہت غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ پولیس مشاورتی کمیٹی نے اس حرکت کی شدید مذمت کی۔ اور سفارش کی کہ اس اخبار کے خلاف فوری کارروائی عمل میں لائی جائے۔ مرکزی حکومت اس اخبار کی پالیسی اور لہجہ کا عرصہ سے مطالعہ کر رہی ہے۔ اس میں ایسی تحریریں شائع ہوتی رہی ہیں۔ جو مملکت کے مفاد کے خلاف تھیں۔ اس ضمن میں خاص طور پر وہ مضامین پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جو "مفکر" کے نام سے اس میں شائع ہوتے رہے۔ اس قسم کا مواد تخریبی کارروائیوں میں حصہ لینے والوں کی حوصلہ افزائی کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے بھی اخبار کے ایڈیٹر نے آئندہ محتاط رہنے کا یقین دلایا تھا۔ لیکن اس کے بعد اس کی پالیسی میں کوئی فرق نہ پڑا۔ چنانچہ حکومت یہ اقدام کرنے پر مجبور ہوئی۔

مشرقی اور مغربی بنگال کے درمیان خوشگوار تعلقات کا قیام

کلکتہ ۱۴ مئی۔ حکومت مغربی بنگال کے ایک ترجمان نے کہا ہے۔ کہ مشرقی بنگال اور مغربی بنگال کے درمیان تعلقات اس قدر خوشگوار ہو گئے ہیں۔ کہ اب دونوں حکومتوں نے اپنی سرحدی فوجوں میں کمی کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ سرحدی تنازعات مغربی بنگال کی طرف سے مرشد آباد اور مشرقی بنگال کی طرف سے راج شاہی کے درمیان رونما ہوتے تھے۔ دونوں حکومتوں نے سمجھوتہ کے بعد دونوں علاقوں کے درمیان ایک عارضی سرحد قائم کر لی۔ جس کے نتیجہ میں سرحدی تنازعات میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے۔

پارا چنار سے محترمہ فاطمہ جناح کی روانگی

کوہاٹ ۱۴ مئی۔ محترمہ فاطمہ جناح آج پندرہ روزہ قیام کے بعد پارا چنار سے کوہاٹ روانہ ہوئیں۔ پارا چنار کے لوگوں نے آپ کو الوداع کہنے میں حد درجہ خلوص اور جوش کا مظاہرہ کیا۔ قیامگاہ سے لیکر شہر کے باہر تک مرد اور بچے سڑک کے دونوں طرف قطار باندھے کھڑے تھے۔ قبائلیوں نے سڑکوں پر جا بجا دروازے بنا رکھے تھے۔

شیخ عبداللہ کا نیا پینترا

لندن ۱۴ مئی۔ اخبار "اسکاٹسمین" نے شیخ عبداللہ کا ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں ایک نئی چال اختیار کی گئی ہے۔ بیان میں اس امر کا اعتراف کرتے ہوئے کہ کشمیر کے ہندوستان میں شامل ہو جانے سے امن و امان قائم نہیں رہے گا۔ یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ پاکستان کے ساتھ الحاق کی صورت میں ہندو ریاست کو خیرباد کہہ جائیں گے۔ اس لئے کشمیر کی آزاد حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔ ایک دفعہ الحاق ہو...

مہاجر کونسلروں کی نامزدگی تک میئر کے انتخاب کو ملتوی کر دیا جائے

گورنر مغربی پنجاب سے شیخ محمد یامین کا مطالبہ

(نامہ نگار الفضل)

لاہور ۱۴ ماہ مئی۔ لاہور کارپوریشن میں مہاجر کونسلروں کے لیڈر شیخ محمد یامین نے گورنر مغربی پنجاب سے درخواست کی ہے۔ کہ چونکہ بعض مہاجر کونسلروں کی نامزدگی عنقریب عمل میں آنے والی ہے۔ اس لئے میئر کا انتخاب جو ۱۸ مئی کو ہونا ہے۔ فی الحال ملتوی کر دیا جائے۔ اور تمام نامزدگیوں کے اعلان کے بعد اس مقصد کے لئے کوئی مناسب تاریخ مقرر کی جائے۔ انہوں نے مزید لکھا ہے۔ کہ اگر اس درخواست کو منظور نہ کیا گیا۔ تو گذشتہ سال کی طرح اس مرتبہ بھی سب کمیٹیوں میں نامزدگی کے وقت مہاجرین اپنے جائز حق سے محروم رہیں گے۔ کیونکہ گذشتہ سال مہاجر کونسلروں کی نامزدگی میئر کے انتخاب کے بعد عمل میں لائی گئی تھی۔ جس کا مہاجرین کے مفاد کو یہ نقصان پہنچا۔ کہ کسی بھی اہم سب کمیٹی میں ان کا کوئی نمائندہ نہیں لیا گیا۔ اور میئر کے وعدہ دلانے کے باوجود کسی کونسلر نے مہاجرین کی نمائندگی کے لئے جگہ خالی نہ کی۔ اور پورے ایک سال تک لاہور کارپوریشن کے معاملات میں مہاجرین اپنے جائز حق سے محروم رہے۔

برطانیہ اس سال طیارہ سازی پر تقریباً آٹھ کروڑ پونڈ صرف کرے گا

لندن ۱۴ مئی۔ ایئر کونسل بورڈ و لیمز نے انکشاف کیا ہے۔ کہ اس مالی سال کے دوران میں برطانیہ کی فضائی وزارت سات کروڑ اکانوے لاکھ پونڈ سے زائد رقم طیارہ سازی پر صرف کرے گی۔ اس میں سے ایک کروڑ ستاسی لاکھ انتالیس ہزار پونڈ انجنوں کی ساخت اور بہتری پر صرف ہوں گے۔ اور ستاسی لاکھ انسٹھ ہزار ریڈیو اور راڈار پر۔ فضائی وزارت ریسرچ اور ترقی پر پانچ کروڑ اڑتالیس لاکھ پاؤنڈ کی رقم صرف کرے گی۔ (اے پی سی)

لاہور ۱۴ مئی۔ چودھری غلام عباس نے آج پاکستان کے وزیر بے محکمہ مشتاق احمد گورمانی سے ملاقات کی۔ جو دو گھنٹے تک جاری رہی۔ خیال ہے رائے شماری کے متعلق امور پر بات چیت ہوئی۔

طرابلس ۱۴ مئی۔ عربوں کے احتجاجی مظاہروں کی بناء پر یہاں ہنگامی صورت حال کا اعلان کر دیا گیا ہے

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

تاجر وصناع احباب توجہ فرمائیں

آپ کو معلوم ہے کہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے منشاء مبارک سے ایک تجارتی وصنعتی ایوان بنام دی پیپلز چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی تشکیل کی گئی ہے۔ اور اسے گورنمنٹ آف پاکستان سے رجسٹرڈ کرا لیا گیا ہے۔

اس ایوان کا مقصد یہ ہے کہ جملہ تاجر وصناع احباب اپنی ترقی وبہبود کے لئے ایک دوسرے کی امداد حاصل کر سکیں۔ تجارت وصنعت کی ترقی کے لئے ملکر تجاویز سوچی جائیں۔ اور ان پر اکٹھا عمل کیا جائے۔ تاجر وصناع کو ہر قسم کی تجارتی وصنعتی مراعات بہم پہنچائی جائیں۔ اور ان کے حقوق ومفادات کے تحفظ کے لئے ہر جائز کوشش کی جائے۔

جملہ تاجر وصناع احباب کے لئے یہ ایک نادر موقعہ ہے۔ کہ وہ اکٹھے ہو کر ایک تنظیم کے ماتحت تجارت وصنعت کے میدان میں ترقی حاصل کر سکیں۔ لہذا جملہ تاجر وصناع احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ جلد از جلد اس میں شامل ہو کر اپنی تجارت وصنعت کو فروغ دیں۔

مزید تفصیلات دفتر دی پیپلز چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری۔ رتن پیلس (سابقہ جانکی داس بلڈنگ) دی مال لاہور سے طلب فرمائیں۔

بشارت حیات خان قائم مقام سیکرٹری دی پیپلز چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

موصی صاحبان کے لئے

مندرجہ ذیل احباب کی وصیتیں منظور ہو چکی ہوئی ہیں۔ اور ان کے سرٹیفکیٹ تیار کر دیئے گئے ہیں۔ احباب اپنے موجودہ مکمل پتوں سے مطلع فرمائیں۔ تا انہیں سرٹیفکیٹ بھجوائے جائیں۔

(سیکرٹری دفتر وصیت)

نمبر وصیت	نام موصی مع شناخت
۹۰۲۵	صوفی محمد عثمان صاحب آگرہ والے
۹۸۹۶	شیخ محمد صدیق صاحب کلکتہ
۹۹۸۹	حکیم محمد افضل صاحب پٹیالہ
۹۷۸۸	غلام رسول صاحب میر یاڑی پورہ کشمیر
۹۷۸۵	غلام محمد صاحب " "
۹۸۶۵	چوہدری عبدالستار خان صاحب سڑوعہ ضلع ہوشیارپور
۱۰۰۲۱	حکیم عبداللطیف صاحب نصرت اوڑ ضلع جالندھر
۱۰۰۲۶	" غلام احمد صاحب اوڑ " "
۱۰۰۳۶	" محمد ثناء اللہ صاحب " "
۹۷۸۳	عبدالعزیز صاحب میر یاڑی پورہ کشمیر
۹۹۶۳	مسعودہ بیگم صاحبہ بنت عبدالمجید خان صاحب ویرووال
۱۰۰۰۹	رحیم بی بی صاحبہ بیوہ حسن محمد صاحب مرحوم لاہور
۱۰۰۰۰	بشارت احمد صاحب دارالسعۃ قادیان
۱۰۰۲۸	فیض بخش صاحب بستی جمال والا
۸۷۲۹	عبداللطیف صاحب کوٹی افغاناں گورداسپور

درخواستِ دعا

میرا لڑکا سلمان احمد گزشتہ پندرہ روز سے لیاوٹنہ بخار بیمار ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

مسعود احمد واقف زندگی

پتہ مطلوب ہے

(۱) عبدالمجید صاحب ناصر یا ان کے والد صاحب چوہدری نصیر الدین صاحب قوم بھنگو جٹ سکنہ قادیان جہاں کہیں ہوں اپنے موجودہ پتہ سے نظارت ہذا کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ پتہ مفصل ہونا چاہیئے۔ (نظارت بیت المال) (۲) مکرمی حکیم عبدالرحیم صاحب پسر منشی نور محمد صاحب بنگوی جہاں کہیں ہوں اپنی موجودہ پتے سے نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔ اگر یہ اعلان ان کے کسی رشتہ دار یا دوست کی نظر سے گزرے تو وہ بھی مطلع فرمائیں۔ پتہ مفصل ہونا چاہیئے۔ (نظارت بیت المال)

حکومت سے ایک استفسار

روزنامہ "زمیندار" اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۴۹ء میں اظہر امرتسری ایڈیٹر نے فکاہات کے کالم میں ایک نہایت اشتعال انگیز تحریر شائع کی ہے۔ ہم نہایت رنج کے ساتھ حکومت کی توجہ اس کی طرف مبذول کرا کر اس سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا "زمیندار" کو اشتعال انگیزی اور عوام پاکستان کے درمیان منافرت پھیلانے کی کھلی چھٹی ہے؟ اس تحریر سے احمدیوں کے جذبات کو سخت صدمہ پہونچا ہے۔ ہم ان کی طرف سے اس گندی تحریر کے خلاف پُر زور احتجاج کرتے ہیں۔ کیا حکومت کے پاس اس قسم کی اشتعال انگیزی اور فحش نگاری کا کوئی تدارک نہیں؟

ہم حکومت کے علاوہ پاکستان کے مسلمانوں اور اخبار نویسوں کی توجہ بھی اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ کہ اس طرح کی عریاں نویسی اسلام اور صحافت پاکستان کے کسطرح شایان شان ہے؟ ہم احمدی احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ صبر وضبط سے کام لیں۔ اور دعاؤں پر زور دیں۔

مولوی محمد صدیق صاحب سابق مبلغ سیرالیون کی لندن سے روانگی

لندن ۱۴ مئی۔ مکرم جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ امام مسجد لنڈن بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔ کہ جناب مولوی محمد صدیق صاحب سابق مبلغ سیرالیون پاکستان آنے کے لئے معہ اہل و عیال لنڈن سے روانہ ہو گئے ہیں۔ احباب ان کے بخیریت پہونچنے کے لئے دعا فرمائیں۔

بقیہ صفحہ ۳

آدمی کسی کی تقریر کو چاہے جس رنگ میں ڈھال لے۔ مگر وزیر اعظم کی تقریر سے قطعاً وہ بات نہیں نکلتی۔ جو معاصر نے سمجھی ہے۔ اور جس کو اپنی خاص رنگین طرازیوں کے انداز میں پیش کیا ہے۔

شائد معاصر کی دانست میں وزیر اعظم کی یہ تقریر اس وقت صحیح معنوں میں خالصاً اسلام کے نقطۂ نظر سے ہوتی۔ اگر آپ صاف فرماتے۔ کہ قرارداد مقاصد کے بعد مودودی صاحب کو خواہ مخواہ نظر بند کر رکھا ہے۔ ہم ان کو فوراً آزاد کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کی آتش پردازی سے دستور اسلامی بنانے میں استفادہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اگر دستور ان کی مرضی کے مطابق بنے گا۔ تو چند ہی دنوں میں مملکت اقلیم کو لادینی نظام کے خدائی فوجدار تہس نہس کر کے رکھ دیں گے۔ اور ساری دنیا حق کے متلاشی اس ناحق خوں ریزی پر اسلام کا خیر مقدم کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑے گی۔

آخر میں ہم معاصر کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ خواہ کہنے والا ہمارا کتنا ہی دشمن کیوں نہ ہو۔ اسلامی اخلاق کا تقاضہ ہے۔ کہ ہمیں خواہ مخواہ اسکے اقوال کو ایسا رنگ دینے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ جس سے اس کے خلاف بلا وجہ دوسروں کے دل میں بدگمانی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ قرآن کریم میں اس بات کو نہایت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

ولا یجرمنکم شنآن قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔

دیانتدارانہ نقطۂ نظر سے وزیر اعظم کی قاہرہ کی پریس کانفرنس والی تقریر پر وہ نکتہ چینی یقیناً ہر وجہ ناجائز ہے۔ جو معاصر نے کی ہے۔ خواہ اس انداز طنز کی تخییل کو نظر انداز بھی کر دیا جائے جس میں اسے لکھا معاصر نے پسند کیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اعتراض دولت مشترکہ کے ساتھ تعلقات پر ہو سکتا تھا۔ مگر اس کے متعلق جو بھی کچھ وزیر اعظم نے کہا ہے۔ کوئی زیادہ قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ آخر پاکستان کو دوسرے ملکوں سے تعلقات رکھنے ہی ہیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ کہ کسی ملک سے تعلقات پر پہلے ہی اس طرح کی نکتہ چینی کسطرح روا ہے۔ حالانکہ ابھی اس کا فیصلہ اسمبلی میں ہونا ہے۔ اور ابھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کیا صورت اختیار کریں۔

پھر ایک اور بات جو معاصر کے قابل غور ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انقلاب لانے کا اجارہ یا کانگرسی یا اشتراکی یا فاشی طریقہ اسلامی نہیں۔ اسلامی انقلاب حکام پر یا حکومت پر تخریبی نکتہ چینی سے پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ افراد ملک کو نیک اور سچا مومن بنانے سے ہوتا ہے۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔

روزنامہ الفضل — لاہور
۱۵ مارچ ۱۹۵۱ء

اندازِ تبصرہ

یہ فطرت انسانی ہے کہ اگر کسی سے دشمنی ہو جائے۔ تو خواہ وہ کتنا ہی اچھا کام کرے یا کتنی ہی اچھی بات کہے انسان یہی کوشش کرتا ہے۔ کہ اس میں کیڑے نکالے اور اس کی رسوائی کا پہلو پیدا کرے۔

چند روز ہوئے خان لیاقت علی خان نے ایک چنگی بھلی تقریر قاہرہ کی پریس کانفرنس میں کی تھی۔ ہم نے اس تقریر کو بڑے غور و خوض سے پڑھا تھا۔ لیکن ہمیں اس وقت اس میں کوئی بڑی قابل اعتراض بات نظر نہیں آئی تھی۔ شائد یہ ہماری کوتہ نظری اور بے حسی ہو۔ کیونکہ جب ہم نے معاصر "تسنیم" کا افتتاحیہ اس کے متعلق پڑھا۔ تو معاً یہ تقریر ہمیں ایک پھنکارتے ہوئے سانپ کی صورت میں نظر آئی۔ اس وقت ہم پر پہلا اثر یہی ہوا کہ یہ تقریر بڑی فضول اور پریشان خیالی کا مجموعہ تھی۔ لیکن جب ہم نے اس پر دوبارہ غور کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ صرف معاصر کی دشمنی کی کارفرمائی تھی۔ دراصل تقریر ایسی بری نہیں تھی۔ اور ہم اپنی پہلی رائے کی طرف لوٹ آئے۔ تقریر تو احباب کی نظر سے گزری ہوگی۔ مگر یہ افتتاحیہ شائد نظر سے نہ گزرا ہو۔ اس لئے ہم اس سے چند اقتباسات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ مدیر "تسنیم" فرماتے ہیں:۔

"جس وقت وزیر اعظم اس پریس کانفرنس میں تقریر کر رہے تھے۔ اور سوالات کا جواب دے رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے جسد عنصری میں کئی سیاستدانوں کی روحیں حلول کر گئی تھیں۔ اور یہ سیاستدان جن کی روحیں ہمارے وزیر اعظم کے جسد عنصری میں حلول کر گئی تھیں۔ مختلف مسلک و خیال اور ملک و ملت سے تعلق رکھتے تھے۔

"سب سے پہلی روح جو ان کی زبان سے مصروف گویائی ہوئی ایک روسی اشتراکی کی روح تھی۔ جس نے پکار کر کہا کہ جنگ عالمگیر کے بعد ایشیا میں جو مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ ان کے تصفیہ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ عوام کی اقتصادی حالت کو بہتر بنایا جائے۔ لیکن ابھی یہ الفاظ فضا میں پھیل کر خاموش بھی نہیں ہونے پائے تھے۔ کہ ایک دوسری روح جو ایک مسلمان کی روح تھی۔ بیچ میں بول اٹھی۔ مگر صرف مادی اصلاحات ہی کافی نہیں ہونگی۔ بلکہ مادی اصلاحات کے ساتھ روحانی قدروں کو بھی ملحوظ رکھنا ہوگا۔ اس لئے کہ اگر صرف مادی طور پر ہی اقتصادی ترقی رونما کی جائے۔ تو نوع انسانی کے مسائل حیات حل نہیں ہوں گے۔ بلکہ ضروری ہے۔ کہ روحانی اقدار کو بھی اجاگر کیا جائے۔ ابھی ایک عام مسلمان کی روح کی بات پوری بھی نہیں ہونے پائی تھی۔ کہ ایک خالص پاکستانی مسلمان کی روح پکار اٹھی۔ کہ پاکستان کی خواہش ہے کہ وہ انسانیت اور اسلام کی خدمت کرے۔ چنانچہ پاکستان نے طے کیا ہے۔ کہ مساوات معاشرتی انصاف اور اخوت کے بلند اسلامی اصولوں پر عمل کرے۔ اور اس طرح نہ صرف اسلامی اعتبار سے ترقی کے بام پر پہنچے۔ بلکہ وہ مادی اعتبار سے اتنی ہی ترقی یافتہ ہو۔ جتنی دوسری ریاستیں ہیں۔ اسی وقت یہ آواز آئی۔ کہ دستور ساز اسمبلی کے ذریعہ پاکستانی عوام نے اپنے اس عزم کو ظاہر کر دیا ہے۔ جس کا مقصد ایک ایسے نظام زندگی کا قیام ہے۔ جس میں مالدار زیادہ مالدار نہیں ہونے پائے گا۔ اور جو غریب ہے وہ زیادہ غریب نہیں ہوگا۔ معلوم نہیں یہ کونسی روح کی آواز تھی۔ اسلامی سوشلزم کے کسی نمائندے کی یا محض سوشلسٹ کی۔

"لیکن ان مسائل کے بیان کرنے کے بعد مسٹر لیاقت علی خان کے جسد عنصری میں وہ روحیں داخل ہو گئیں۔ جو قاہرہ کی فضا کی بجائے لنڈن کی فضاؤں سے تعلق رکھتی تھیں۔ اٹیلی۔ بیون۔ اور سر کرپس کی روحیں۔ انہوں نے کہا۔ دولت مشترکہ کے کچھ مقاصد ہیں۔ اور یہ دنیا کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو سکتے ہیں۔ اور لنڈن میں اس دولت مشترکہ کی جو کانفرنس ہوئی ہے۔ میں اس سے بالکل مطمئن ہوں۔ اس موقعہ پر یکایک ایک دوسری روح بھی گفتگو میں شامل ہو گئی۔ غالباً وہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے صدر کی روح تھی۔ جس نے کہا کہ پاکستان دولت مشترکہ کے اندر بھی رہ سکتا ہے۔ باہر بھی نکل سکتا ہے اور ہندوستان کی تقلید بھی کر سکتا ہے۔ مگر اس کا فیصلہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی ہی کر سکتی ہے۔ ......

ایک مسلمان ملک کے مسلمان وزیر اعظم اور نہ صرف ایک مسلمان بلکہ اسلامی ریاست کے وزیر اعظم کی حیثیت میں ان کو جملہ مسائل میں خالصتاً اسلام کے نقطۂ نظر سے گفتگو کرنی چاہیئے تھی وغیرہ وغیرہ"

ہمیں وزیر اعظم پاکستان کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں۔ آپ پاکستانی عوام کے محض خادم ہیں۔ اور انہیں ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ ہم ان کو اسی نظر سے جانچتے ہیں۔ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ آپ میں بلحاظ اپنے فرائض کی ادائیگی کے بڑی کمزوریاں ہیں۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس خاص تقریر اور ان جوابات کے متعلق جو آپ نے قاہرہ پریس کانفرنس میں سوالات کے دیئے اور جس کی رپورٹ یہاں کے اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ جو تبصرہ معاصر تسنیم نے فرمایا ہے۔ وہ زیادہ تر معاندانہ روح کا حامل ہے۔ اور اس کی غرض صرف اتنی ہے۔ کہ وزیر اعظم کی تقریر کا تمسخر میں اڑا دیا جائے۔ حکومت یا حکومت کے بڑے سے بڑے عہدہ دار پر تنقید ممنوع نہیں ہے۔ ہر شخص کا حق ہے۔ کہ جائز حدود تک نیک نیتی سے دوسروں خاصکر صاحبان اختیار کے اعمال کی جانچ پڑتال کرے۔ اور قوم کو صحیح نقطۂ نظر کی طرف راہنمائی کرے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ خواہ اعتراض پڑتا ہو یا نہ پڑتا ہو۔ محض اعتراض کے لئے اپنا زور قلم وقف کر دیا جائے۔

جہاں تک ہم نے اس تقریر اور اس پر معاصر کے تبصرہ کا مطالعہ کیا ہے۔ ہمیں یہی ثابت ہوا ہے۔ کہ اگر طرز تحریر کی سخرہ بازی کو نظر انداز بھی کر دیا جائے۔ تو پھر بھی جو اعتراضات معاصر نے کئے ہیں۔ وہ محض اس تنگ نظری کا پتہ دیتے ہیں۔ جس کی ایک خود غرض اور خود پسند ذہنیت سے توقع ہو سکتی ہے۔ مثلاً معاصر نے تقریر کے اس حصہ کے متعلق جس میں ایشیا کی اقتصادی حالت کے بہتر بنانے کا ذکر ہے کہا ہے کہ یہ روسی اشتراکی روح کی پکار نظر آتی ہے۔ گویا پاکستان کی اسلامی حکومت کو ایشیا کی اقتصادی بہبودی سے کوئی تعلق واسطہ ہی نہیں۔ اور جو بھی اس کے متعلق کچھ کہے۔ اس میں روسی اشتراکی روح داخل ہوتی ہے۔ ہمیں نہیں سمجھ آئی۔ کہ معاصر کا اسلامی نقطۂ نظر کیا ہے۔ کیا اسلامی نقطۂ نظر کا یہ مطلب ہے۔ کہ کوئی ملک اپنے اردگرد کے ممالک کے اقتصادی حالات سے قطعاً کوئی دلچسپی نہ رکھے۔ پھر ہمیں اس تنقید عالیہ کی بھی سمجھ نہیں آئی۔ کہ اگر پاکستان میں ایسے نظام زندگی کو برپا کرنے کا ذکر کیا جائے۔ کہ جس میں مالدار زیادہ مالدار ہونے نہ پائے۔ اور غریب زیادہ غریب نہ ہونے پائے۔ تو یہ کس طرح خلاف اسلام ہے۔ اور ایسا خیال ظاہر کرنے والے پر کس طرح اسلامی سوشلزم کے نمائندہ۔ یا محض سوشلسٹ کی پھبتی چسپاں کی جا سکتی ہے۔ کیا معاصر کے مدیر محترم نے جو خیر سے ایک اسلامی جماعت کے مقتدر ارکان میں سے ہیں قرآن کریم میں کبھی نہیں پڑھا۔

کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم

ایک بات جو قرآن کریم میں ہے۔ اگر سوشلزم میں بھی ہو۔ اور ایک مسلمان اس کا ذکر کرے۔ تو کیا حسن ظن کا تقاضا یہ ہے کہ ہم سمجھیں کہ اسلام نہیں بلکہ سوشلزم پیش کیا جا رہا ہے۔ آخر حکم لگاتے وقت کسی قرینہ کا لحاظ رکھنا کیوں ضروری نہیں؟ جب پاکستان کی اسمبلی نے قرارداد مقاصد پاس کر دی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ معاصر اس بات کو قرآن کریم کی طرف منسوب نہ کرے بلکہ اس پر سوشلزم کی روح کے حلول کی پھبتیاں چسپاں کرے۔

پھر معاصر کو اس بات پر بھی بڑا اعتراض ہے کہ وزیر اعظم نے دولت مشترکہ کا ذکر کانفرنس میں کیوں کیا ہے۔ حالانکہ وزیر اعظم نے صاف کہا ہے۔ کہ پاکستان اور دولت مشترکہ کے ساتھ تعلقات قائم کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ آئین ساز اسمبلی کے اختیار میں ہے۔ لیکن معاصر کسی بات پر راضی ہوتا ہی نظر نہیں آتا۔ معاصر کا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ وزیر اعظم نے ہر بات آپ کے خاص اسلامی نقطۂ نظر سے کیوں نہیں کہہ ڈالی۔ اور آپ کے خیال میں اسلامی نقطۂ نظر یہ ہے کہ اسلامی حکومت کسی دوسرے ملک سے کوئی تعلقاتی معاہدہ کر ہی نہیں سکتی۔ ہمیں قرآن کریم یا سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہو کہ اسلامی حکومت کسی دوسری حکومت سے خواہ وہ لادینی ہی کیوں نہ ہو۔ تعاون علی البر کے طور پر کوئی تعلقاتی معاہدہ کر ہی نہیں سکتی۔ سوائے اسکے کہ معاصر کے مدیر محترم کو کسی قوم سے سابقہ کانگرسی ہونے کی وجہ سے ذاتی نفرت ہو ہمیں تو اس اعتراض کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص محض نظریات کی خیالی جنت میں زندگی بسر کرنے کا عادی ہو۔ حکومتی کاروبار کے عملی پہلوؤں سے دوچار ہوتا ہے۔ تو فطرتاً بوکھلا جاتا ہے۔ خاصکر جبکہ شروع سے ہی کسی دشمنی کا محرک بھی کام کر رہا ہو۔ معاصر کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ پاکستان کا اسلامی ملک کسی خلا میں واقعہ نہیں ہے۔ وہ کرۂ ارضی پر ہی واقع ہے۔ وہ دوسرے ممالک سے الگ تھلگ ہو کر دین باسی کی طرح نہیں رہ سکتا۔ اسے بھی دوسرے ممالک سے اپنے مفاد کے پیش نظر ملنا ہی رہنا ہے۔ ہم یہاں یہ نہیں بحث کرتے۔ کہ ایسے تعلقات کس ملک سے ہوں۔ یا کس ملک سے نہ ہوں۔ اس کا فیصلہ تو سوچ سمجھ کر اسمبلی کرے گی۔ ہم یہ بھی نہیں سمجھ سکے کہ معاصر نے یہ اندازہ کس طرح لگا لیا ہے۔ کہ وزیر اعظم پاکستان کو کسی دوسرے ملک کی طاقت میں دینے یا نہ دینے کے سوال کے متعلق فرما گئے ہیں۔

(باقی دیکھیں صـ کالم ۲)

مساواتِ اسلامی پر ایک مختصر نوٹ

(از سیرۃ خاتم النبیین حصہ سوم جزو اوّل۔ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمدؐ صاحب ایم۔ اے)

اس جگہ ایک مختصر سا نوٹ اسلامی مساوات کے متعلق سپرد قلم کرنا بے موقع نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس کے متعلق اکثر لوگوں میں غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ یعنی جہاں ایک طبقہ نے اسلامی مساوات کے یہ معنی سمجھ رکھے ہیں کہ اسلام میں ہر چھوٹے بڑے ہر جہت سے برابر ہیں اور اسلام کسی صورت میں کسی شخص کے امتیاز یا بڑائی کو تسلیم نہیں کرتا اور تمام امتیازات کو مٹا کر ہر شخص کو ہر لحاظ سے ایک لیول پر کھڑا کرنا چاہتا ہے وہاں ایک دوسرے طبقہ نے اسلام میں بھی اسی رنگ کے ناگوار طبقے بنا رکھے ہیں جو اکثر دوسری قوموں میں پائے جاتے ہیں اور ان طبقات کے علیحدہ علیحدہ حقوق قرار دے لئے گئے ہیں بلکہ ان طبقات کے اندر کی خلیج کو وسیع تر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ صحیح اسلامی تعلیم کی رو سے یہ دونوں خیالات افراط وتفریط کے طریق پر غلط اور نادرست ہیں۔ بلکہ اصل اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جہاں تک حقوق اور ذرائع ترقی کے حصول کا سوال ہے سب لوگ برابر ہیں اور کسی فرد یا کسی جماعت کو کسی دوسرے فرد یا کسی دوسری جماعت پر کسی رنگ میں فضیلت حاصل نہیں اور اس جہت سے اسلام میں قطعاً کوئی درجے یا طبقے پائے نہیں جاتے بلکہ پوری پوری مساوات ہے۔ لیکن دوسری طرف اگر کوئی شخص کسی جائز وجہ سے کوئی دینی یا دنیوی ترقی اور بڑائی حاصل کر لیتا ہے تو حقوق کے معاملہ کو الگ رکھتے ہوئے جس میں بہر حال سب برابر ہیں اسلام عام تعلقات میں ایسے شخص کی حاصل شدہ بڑائی اور ترقی کو تسلیم کرتا ہے اور اسے اس کے جائز مرتبہ سے گرا کر ظلم اور حق تلفی کے طریق کو اختیار نہیں کرتا۔ خلاصہ یہ کہ جہاں ایک طرف اسلام نے سب بنی نوع آدم کو حقوق اور ذرائع ترقی کے حصول کے معاملہ میں ایک لیول یعنی ایک سطح پر کھڑا کیا ہے اور کسی ناواجب نسلی اور خاندانی یا انفرادی امتیاز کو تسلیم نہیں کیا وہاں افراد اور قوموں کی حاصل شدہ بڑائی اور ترقی کو جبر و تشدد کے رنگ میں مٹایا بھی نہیں اور انہیں ان کی محنت یا خوش بختی کے ثمرہ سے محروم نہیں کیا۔ البتہ اس صورت میں گرے ہوئے لوگوں کو اٹھانے کے لئے مؤثر تدابیر ضرور اختیار کی ہیں اور یہی وہ اعلیٰ اور وسطی طریق ہے جسے نظر انداز کر کے دنیا آجکل مختلف قسم کے فتنوں کا شکار بن رہی ہے اور اس زمانہ کی سرمایہ داری اور اشتراکیت انہی فتنوں سے پیدا شدہ انتہائیں ہیں جن میں سے ایک میں افراط کی صورت پیدا ہو گئی ہے اور دوسری میں تفریط کی۔

اسلامی مساوات کا اصولی نظریہ

اسلامی مساوات کے نظریہ کا نچوڑ اور خلاصہ چند قرآنی آیات اور چند احادیث نبویؐ میں آجاتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً (نساء رکوع ۱)

یعنی "اے لوگو! تم آپس کے معاملات میں خدا کا تقویٰ اختیار کیا کرو اور اس سے ڈرتے رہو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اس ایک جان سے اس نے اس کا جوڑا بنایا اور پھر اس جوڑے سے اس نے دنیا میں کثیر التعداد مرد اور عورت پھیلا دیئے۔"

اس قرآنی آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس ابدی حقیقت کی طرف توجہ دلا کر کہ وہ سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد اور ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ دنیا میں صحیح مساوات کی بنیاد قائم کر دی ہے اور اس اصول کی طرف توجہ دلائی ہے کہ بعد کے حالات کے نتیجے میں مختلف انسانوں اور مختلف قوموں اور مختلف طبقات میں کتنا ہی فرق پیدا ہو جائے انہیں آپس کے معاملات میں اس بات کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ بہر حال اپنی اصل کے لحاظ سے وہ ایک ہی باپ کی نسل ہیں۔ کیا اگر ایک باپ کے بیٹوں میں سے بعض بچے دوسروں کی نسبت زیادہ دولت یا زیادہ طاقت یا زیادہ اثر و رسوخ حاصل کر لیں اور دوسرے ان باتوں میں نسبتاً پس ماندہ ہیں تو وہ اس فرق کی وجہ سے بھائی بھائی نہیں رہتے اور کوئی غیر چیز بن جاتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ..... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ...... یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (سورۃ حجرات رکوع ۲)

یعنی "سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں..... سو اے مسلمانو! ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ تم میں سے ایک فریق دوسرے فریق پر ہنسی اڑائے اور اسے ذلیل خیال کرے۔ کیونکہ (جب سب لوگ اپنی اصل کے لحاظ سے برابر ہیں اور سب کے لئے ترقی کے رستے یکساں کھلے ہیں) ہو سکتا ہے کہ وہ فریق جس پر تم آج ہنسی اڑانے ہو کل کو تم سے آگے نکل جائے یا ہو سکتا ہے کہ وہ اب بھی اپنے بعض اوصافِ حمیدہ کے لحاظ سے تم سے بہتر ہو...... اے لوگو اچھی طرح سن لو کہ ہم نے تم سب کو مرد و عورت کے جوڑے سے پیدا کیا ہے اور بیشک ہم نے تم میں قوموں اور قبیلوں کی تقسیم قائم کی ہے مگر یاد رکھو کہ یہ تقسیم اس غرض سے ہرگز نہیں کہ تم ایک دوسرے کے مقابل پر تفاخر اور بڑائی سے کام لو۔ بلکہ یہ تقسیم صرف اس غرض سے ہے کہ تمہارے درمیان آپس میں شناخت اور تعارف کا ذریعہ قائم رہے۔ ورنہ خدا کے نزدیک تم میں سے بڑا اور معزز وہی ہے جو ذاتی طور پر زیادہ اوصافِ حمیدہ کا مالک اور زیادہ متقی اور زیادہ پرہیز گار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون جو وہ تمہارے سامنے بیان کر رہا ہے بڑی دور اندیشی اور بڑی حکمت پر مبنی ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر خدا ہے۔"

اسی طرح حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَّاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی اَبَلَّغْتُ قَالُوْا قَدْ بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (مسند امام احمد بن حنبل)

یعنی جو خطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر قربانی کے درمیانی دن میں منیٰ کے مقام پر دیا اس میں آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا "اے لوگو تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا۔ پس ہوشیار ہو کر سن لو کہ عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمیوں کو عربوں پر کوئی فضیلت ہے۔ اسی طرح سرخ و سفید رنگ والے لوگوں کو کالے رنگ والے لوگوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کالے لوگوں کو گورے لوگوں پر کوئی فضیلت ہے۔ ہاں جو بھی ان میں سے اپنی ذاتی نیکی سے آگے نکل جائے وہی افضل ہے۔ لوگو! بتاؤ کیا میں نے تمہیں خدا کا کلام پہنچا دیا ہے؟ سب نے عرض کیا بے شک خدا کے رسول نے دینی رسالت پہنچا دیا ہے۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

قَدْ اَذْھَبَ اللّٰہُ عَنْکُمْ عُبِّیَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَفَخْرَھَا بِالْاٰبَآءِ اِنَّمَا ھُوَ مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَفَاجِرٌ شَقِیٌّ وَالنَّاسُ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ (ترمذی ابواب المناقب)

یعنی "اے مسلمانو! خدا تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ تم میں سے زمانہ جاہلیت کے بیجا کبر و غرور اور آباؤ اجداد کی وجہ سے بے جا تفاخر کرنے کی مرض دور کر دیا ہے کیونکہ اسلامی پیمانہ صرف یہ ہے کہ ایک شخص خدا کو ماننے والا اور نیک اعمال بجا لانے والا ہوتا ہے اور دوسرا بد عمل ہوتا ہے اور اچھے اوصاف سے محروم۔ اور یاد رکھو کہ سب لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوا تھا۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"اَلنَّاسُ مَعَادِنُ۔ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا (بخاری ابواب المناقب)

یعنی "دنیا میں لوگ بھی معدنیات کی طرح ہیں جو ایک ہی قسم کے عناصر ہوتے ہوئے اور ایک ہی قسم کی مٹی کے نیچے دبے ہوئے آہستہ آہستہ مختلف رنگ اور مختلف اوصاف اختیار کر لیتے ہیں۔ مگر سن لو کہ ترقی اور بڑائی کی جو معروف علامتیں اسلام سے پہلے سمجھی جاتی تھیں (یعنی عقل و دانش۔ سخاوت و شجاعت طاقت و اثر وغیرہ) وہی اب بھی قائم ہیں۔ اور جو لوگ ان اوصاف کی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں بڑے سمجھے جاتے تھے وہ اب اسلام میں بھی بڑے سمجھے جائیں گے (کیونکہ اسلام کسی شخص کی حاصل شدہ بڑائی کو چھینتا نہیں) مگر شرط یہ ہے کہ وہ علم دین اور ذاتی نیکی اختیار کر لیں۔"

اوپر کے حوالوں سے جو اسلامی مساوات کے نظریہ کے متعلق اصولی رنگ رکھتے ہیں مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:۔

۱۔ یہ کہ اپنی اصل کے لحاظ سے سب لوگ ایک باپ کی نسل اور ایک درخت کی شاخیں ہیں۔ اور کسی فرد کو دوسرے فرد پر اور کسی قوم کو دوسری قوم پر محض نسلی فرق کی بناء پر کوئی امتیاز حاصل نہیں۔

۲۔ یہ کہ مسلمان ایک نبیؐ کی امت اور ایک ایمان کے حامل ہونے کی وجہ سے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۳۔ یہ کہ زمین کے اندر کی معدنیات کی طرح مختلف قومیں اور مختلف افراد ایک دوسرے سے مختلف اوصاف اختیار کر سکتے ہیں اور کر لیتے ہیں۔ مگر ان کی وجہ سے کسی فرد کو دوسرے فرد پر اور کسی قوم کو دوسری قوم پر بڑائی اور فخر کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

۴۔ یہ کہ اسلام سے قبل جو اوصافِ حمیدہ قومی یا انفرادی بڑائی کی بنیاد سمجھے جاتے تھے مثلاً عقل و دانش سخاوت و شجاعت طاقت و اثر وغیرہ وہ اسلام میں بھی بدستور قائم ہیں مگر اسلام نے ان پر اس شرط کا اضافہ کر دیا ہے کہ عام معروف اوصاف کے علاوہ دینداری کا وصف پایا جانا بھی ضروری ہے۔

۵۔ یہ کہ اسلام نے سب سے بڑا وصف دینداری اور تقویٰ اللہ کو قرار دیا ہے کیونکہ یہ وصف خدائے اسلام کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اور جو شخص اس وصف میں ممتاز ہوگا وہی دوسروں میں ممتاز سمجھا جائیگا۔

(باقی)

حضرت پیر اکبر علی صاحب مرحوم

(از مکرم پیر صلاح الدین صاحب ای۔ اے۔ سی راولپنڈی)

حضرت پیر اکبر علی صاحب کے والد کا نام علم الدین صاحب تھا۔ جو موضع قبر والا تحصیل فاضلکا ضلع فیروزپور کے ایک با اثر زمیندار تھے۔ اپنے خاندان میں ان کی وجاہت مانی ہوئی تھی۔ آپ ان کے دوسرے بیٹے تھے۔ اور گاؤں ہی میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں اوائل عمر گذاری۔ اپنے خاندان کی روایات کے خلاف آپ نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ لاہور فورمن کرسچن کالج سے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ دوران تعلیم میں آپ اکثر اپنا کھانا خود پکاتے تھے۔ اور بہت قلیل رقم میں گذارہ کرتے تھے۔ بی۔ اے کرنے کے بعد آپ نائب تحصیلدار بھرتی ہو گئے۔ مگر یہ زندگی پسند نہ آئی۔ اور ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان پاس کر کے فیروزپور میں وکالت شروع کر دی۔

آپ اپنی قوم کے (بودلہ قریشی) سب سے پہلے گریجوایٹ اور ڈبل گریجوایٹ ہیں۔ اور اب تک اس ساری قوم میں سوائے آپ کے چار بیٹوں کے اور کوئی گریجوایٹ نہیں۔

آپ ایک کامیاب وکیل تھے۔ اور میونسپل کمیٹی کے ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کے وائس چیئرمین اور ایم ایل اے کی حیثیت سے مدت تک پبلک کی خدمت کرتے رہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ اور کونسل کی ممبری کی مصروفیات کے سبب میونسپل کمیٹی سے ۱۹۲۸ء کے قریب دستکش ہو گئے تھے۔ باوجود اس کے کہ فیروزپور کے ڈسٹرکٹ بورڈ میں دو تہائی ووٹ غیر مسلموں کے ہوتے تھے۔ اور آپ ایک متعصب مسلمان مشہور تھے۔ پھر بھی آپ تقریباً بیس سال تک ہمیشہ ہی ڈسٹرکٹ بورڈ کے وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوتے رہے۔ ضلع بھر میں آپ کا اثر و رسوخ تھا۔ ڈی سی ڈسٹرکٹ بورڈ کا چیئرمین ہوتا تھا۔ اور اس زمانے کے بعض انگریز افسر بہت متکبر ہوتے تھے۔ لیکن آپ کبھی بھی ان سے نہیں دبے۔ بلکہ بعض ڈپٹی کمشنروں سے ٹکر بھی لی۔ اور ان کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے۔

سوائے ایک وقفہ کے آپ جب سے پنجاب لیجسلیٹو کونسل بنی اور وہ پھر لیجسلیٹو اسمبلی میں تبدیل ہوئی۔ ۱۹۴۵ء تک اس کے ممبر رہے۔ اور آپ کا شمار سرگرم ممبروں میں ہوتا تھا۔ آپ مختلف سیلکٹ کمیٹیوں میں بھی کام کرتے رہے۔ سلسلے کی مجلس شوریٰ کا شاید ہی کوئی اجلاس ہوگا۔ جس میں آپ نے نمایاں حصہ نہ لیا ہو۔ چونکہ ڈسٹرکٹ بورڈ اور اسمبلی کے تجربہ کی وجہ سے بجٹ میں خاص دسترس حاصل تھی۔ اس لئے حضور اکثر آپ کو بجٹ کمیٹی میں رکھتے تھے۔ اس بارہ میں چودھری نعمت اللہ صاحب خاص طور پر آپ کے رفیق کار ہوتے تھے۔ حضور نے ایک دفعہ آپ کو بجٹ کمیٹی کا پریذیڈنٹ نامزد کرنا چاہا۔ تو عرض کی کہ حضور چودھری صاحب کو پریذیڈنٹ بنائیں۔ چنانچہ اکثر چودھری صاحب ہی پریذیڈنٹ بنتے رہے۔

آپ نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھ پر ان کے آخری ایام میں بیعت کی تھی۔ آپ کی بیعت کا واقعہ میں نے خود آپ سے کئی بار سنا ہے۔ فرمایا کرتے تھے۔ "جب ٹانگے پر قادیان پہنچے۔ تو حضرت صاحب کے گھروں کی طرف سے گزرتے ہوئے نچلی منزل میں (دام طاہر دفتر کے نچلے حصہ کے سامنے) دیکھا۔ کہ ایک پہلوان لیٹا ہوا ہے۔ اور خوب زور زور سے اسکی مالش ہو رہی ہے۔ (یہ پہلوان حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تھے) جب حضرت خلیفہ اول سے ملنے کے لئے گیا۔ تو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے منع کیا۔ کہ حضور بیمار ہیں۔ میں نے مزاحمت کی پروا نہ کی۔ اور ان کے اصرار کے باوجود بڑھتا گیا۔ آخر حضرت مولوی صاحب نے ہماری تکرار سنی۔ تو فرمانے لگے۔ کہ یہ کیسا شور ہے۔ کہا گیا۔ کہ حضور یہ آدمی رکتا نہیں بڑھتا چلا آتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آنے دو۔ چنانچہ آپ پہنچ گئے۔ اور وہیں بیعت کی۔ اس کے بعد آپ واپس آ گئے۔ اور پہلی اطلاع جو آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق ملی۔ وہ لاہوری پارٹی کے اشتہارات کے ذریعہ ملی۔ جن میں انہوں نے آپ کو اپنی طرف سے دعوت دی۔ لیکن آپ فوراً ہی خلافت ثانیہ کے ساتھ ملحق ہو گئے۔ اور تادم آخر اسی سے وابستہ رہے۔

آپ کی پہلی بیوی ۱۹۱۲ء کے قریب فوت ہو گئی تھیں۔ ان میں سے ایک لڑکی اور دو لڑکے موجود ہیں (مومنہ بیگم۔ محمد ممتاز۔ اور محمد اقبال) جو تاحال احمدی نہیں ہوئے۔ شروع ۱۹۱۵ء میں آپ نے حضرت مرزا ناصر علی صاحب مرحوم کی دختر اکبر ممتاز بیگم صاحبہ سے شادی کی۔ مرزا ناصر علی صاحب انصاری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جس طرح والد صاحب اپنے خاندان میں سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہونے میں منفرد تھے۔ اسی طرح مرزا ناصر علی صاحب بھی اپنے تمام خاندان میں احمدیت قبول کرنے میں اکیلے تھے۔ اس شادی سے آپ کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ دونوں بیٹیاں (محمودہ بیگم اور حمیدہ بیگم) اور ایک لڑکا (بشیر الدین) بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ باقی پانچ بیٹے (صلاح الدین (ای۔ اے۔ سی) انوار الدین (بزنس) لفٹیننٹ ضیاء الدین۔ معین الدین ایم۔ ایس۔ سی (سٹوڈنٹ) محی الدین (کیڈٹ ایئر فورس) زندہ ہیں۔

آپ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ تھا۔ کہ آپ کسی وقت بھی فارغ نہیں رہ سکتے تھے۔ صبح تاروں کی چھاؤں میں اٹھ کر نماز پڑھتے۔ مویشیوں کی دیکھ بھال کرتے۔ پھر سیر کو نکل جاتے۔ سیر سے واپس آکر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ پھر سلسلہ کی کوئی کتاب پڑھتے۔ بچوں کو قرآن مجید ترجمہ سے پڑھاتے۔ پھر ڈسٹرکٹ بورڈ کی فائلیں دیکھتے۔ مقدمات تیار کرتے۔ اور کچہری چلے جاتے۔ واپس آکر نماز پڑھ کر اگر کوئی دفتری کام نہ ہوتا۔ تو پھر مطالعہ کرتے۔ مویشیوں کو دیکھتے۔ اور مغرب اور عشاء کی نماز مسجد میں ادا کرتے۔ غرضیکہ کوئی وقت ضائع نہ کرتے۔ گذشتہ فسادات میں آپ بمع خاندان فیروزپور سے راولپنڈی تشریف لے گئے۔ اور چونکہ فارغ بیٹھنا طبیعت کے خلاف تھا۔ اس لئے کام شروع کرنے کی خاطر آپ میانوالی اور میانوالی سے بھکر اور وہاں سے منٹگمری جا پہنچے۔ منٹگمری میں آپ چودھری محمد شریف صاحب کے ہاں مقیم رہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

آخر مارچ ۱۹۴۸ء کو مشاورت کے موقع پر آپ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے ملے۔ اور کہنے لگے۔ کہ میرے جسم کے دائیں حصہ میں درد رہتا ہے۔ آپ نے جو کیفیت بیان کی۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کہ یہ فالج کے آثار ہیں۔ آپ فوراً کسی ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔ چنانچہ آپ ڈاکٹر یار محمد صاحب کے پاس جو آپ کے پرانے دوست تھے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اچھی طرح دیکھ کر کہا۔ کہ آپ کو Rekeametism کی پرانی تکلیف ہے۔ اسی کے سبب سے یہ درد اٹھ رہی ہے۔ اس پر آپ مطمئن ہو گئے۔ اور علاج کی طرف توجہ نہ کی۔

تین اپریل کو دفعتہً فالج کا حملہ ہو گیا۔ ۴ تاریخ کو ہم لوگ پہنچ گئے۔ اور چھ کو آپ کو بذریعہ ایمبولنس لاہور لے آئے۔ چونکہ میو ہسپتال میں جگہ نہ مل سکی۔ اس لئے رتن باغ میں آپ کو رکھا گیا۔ یہاں ایک ہفتہ تک ڈاکٹر لابیئر کا علاج ہوا۔ حضرت صاحب بھی دوائی دیتے رہے۔ اور آپ کی طبیعت کافی رو بصحت ہو گئی۔ ۱۴ رمئی کو ڈاکٹر کی اجازت سے آپ کو راولپنڈی لے آئے۔ اور یہاں آپ کی طبیعت جلد جلد رو بہ اصلاح ہونے لگی۔ حتیٰ کہ ۲۰ رمئی کی شام کو سوائے دائیں بازو کے آپ کا تمام جسم حرکت کرتا تھا۔ اور دایاں بازو بھی تھوڑا تھوڑا اجنبش کرتا تھا۔

ہم سب بھائی باری باری آپ کے پاس شب و روز بیٹھے رہتے تھے۔ ۲۱ تاریخ صبح ۴ بجے بھائی محمد ممتاز صاحب نے گھبرا کر مجھے جگایا۔ دیکھا کہ آپ کو تشنج کے دورے پڑ رہے تھے۔ ڈاکٹر بلایا گیا۔ معلوم ہوا۔ کہ دوبارہ فالج کا حملہ ہو گیا ہے آخر ۲۶ رمئی کی صبح کو بروز بدھ آپ فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگرچہ اس حملہ کے بعد زبان بالکل جاری نہیں ہوئی۔ اور اکثر بے ہوش ہی رہے۔ لیکن آخری وقت میں اللہ کا نام لینے کو زبان کھل گئی۔ اور اللہ کا نام لیکر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اے اللہ اے میرے پیارے اللہ رحم کے ہاتھوں رحم کے ساتھ اپنی محبت کی آغوش میں ان کو جگہ دینا۔ اور جب احمدیت کا پودا خون کی قربانی مانگے۔ تو اے میرے اللہ آپ اپنی نسل کی وجہ سے تیرے روبرو شرمسار نہ ہوں۔

۲۶ رکو آپ کا جنازہ میری کوٹھی میں پڑھا گیا۔ آپ حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق (دبوجہ موصی ہونے کے) راولپنڈی ہی میں امانتاً دفن کئے گئے۔

آپ کی بیماری میں ڈاکٹر ملک عبد الحق صاحب نے بہت اخلاص سے کام لیا۔ اور ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے تو بیٹوں کی طرح محبت سے کام کیا۔ خود انیما کرواتے رہے۔ اور جس رات پنیسلین کے ٹیکے لگنے تھے۔ ساری رات موجود رہے۔ لاہور کے قیام میں بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے نہایت احسان کا سلوک کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

احساس سفر

آخری ایام میں آپ کو یہ احساس ہو گیا تھا۔ کہ اب زندگی کے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔ چنانچہ یہ شعر بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے ؎

ہوش و حواس تاب و تواں جا چکے اے داغ
اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو ہو چکا

آخری بیماری میں پورے ہوش میں کئی دفعہ فرمایا۔ کہ "اب چلیں" ہم نے بات کر یدنی۔ تو ٹال جاتے۔ اور مسکرا کر چپ ہو جاتے۔ والدہ کو ایک دفعہ کہنے لگے۔ کہ اب دنیا میں میرا کوئی کام نہیں۔

دیہاتی مبلغین اپنے مراکز میں امام الصلوٰۃ بھی ہوں گے

مبلغین کے حقوق کے متعلق اخبار الفضل مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۴۶ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ ذیل فیصلہ شائع ہوا ہے۔ "امیر مقامی خود خطبہ جمعہ پڑھا سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ نہ پڑھائے تو مبلغ کا حق ہے کہ وہ جمعہ پڑھائے۔ امیر کو یہ حق نہیں۔ کہ وہ کسی اور شخص کو مقرر کر دے۔ جہاں مقامی مبلغ نہ ہو۔ وہاں جماعت کی مرضی اور انتخاب سے یا مرکز کی منظوری سے امام مقرر ہونا چاہیئے۔"

اس اعلان کے ذریعہ احباب کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ یہ فیصلہ دیہاتی مبلغین پر بھی حاوی ہے۔ اور دیہاتی مبلغین کو بھی اپنے مراکز میں یہ حقوق حاصل ہوں گے (انچارج دفتر بیعت)

اعلان

دفتر بیعت رتن باغ لاہور سے مستقل طور پر ربوہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں منتقل ہو چکا ہے۔ دیہاتی مبلغین اپنی کارگذاری کی رپورٹیں ربوہ کے پتہ پر ارسال کیا کریں۔ (انچارج دفتر بیعت ربوہ)

صوبہ سرحد کی ریاستوں کا مستقبل

(از لے سواتی صاحب)

سرحدی صوبہ میں چار ریاستیں ہیں۔ چترال دیر۔ سوات اور امب۔ ان میں سے بعض بہت قدیم ہیں۔ اور شاہانِ مغلیہ کے عہد سے بھی پہلے سے قائم ہیں۔

سوات اور چترال وسعت میں برابر ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کا رقبہ ... ۴ ہزار مربع میل ہے۔ دیر کا رقبہ ... ۳ ہزار مربع میل ہے۔ سب سے چھوٹی امب ہے۔ جس کا رقبہ ۲۲۵ مربع میل ہے۔ ان ریاستوں کی مجموعی آبادی ۸۰۵۱۸۳۰ ہے۔ سب سے زیادہ آبادی سوات کی ہے۔ یعنی ۴۴۶-۱۴ اور سب سے کم امب کی۔ یعنی ۴۷۹۱۶۔ ان ریاستوں کا تقریباً سارا علاقہ پہاڑی ہے۔ لیکن ان سب میں سرسبز اور زرخیز وادیاں ہیں۔ جن میں مسلسل کاشت ہوتی ہے

سرحدی ریاستیں ان دوسری ریاستوں سے مختلف ہیں۔ جو ہندوستان اور پاکستان میں واقع ہیں۔ وہ سیاسی ترقی کے لحاظ سے پاکستان کی دوسری سیاسی یونٹوں کے بہ نسبت علاقہ آزاد سے زیادہ مشابہ ہیں۔ قبائلی علاقوں میں لوگوں کی قیادت "ملک" اور "سردار" کرتے ہیں۔ جو ان کی ترجمانی کرتے ہیں۔ لیکن سرحدی ریاستوں میں سیاسی ترقی نے یہ شکل اختیار کی۔ کہ وہاں موروثی رئیس پیدا ہوئے جو ان کے حکمران کہلاتے ہیں۔ قبائلی علاقوں اور سرحدی ریاستوں میں جرگہ یا حکمران کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ "اُلوس" کی خواہش کے مطابق کام کرے "اُلوس" ایک ترکی لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں قوم یا لوگ۔ گر سرحدی علاقہ میں اس کا مطلب "سوسائٹی یا برادری اور اس کے مروجہ رسوم و قواعد" ہوتا ہے۔ اس لئے حکمران کو اپنے اقتدار کے باوجود لوگوں کی یا کم از کم اکثریت کی خواہش کے مطابق کام کرنا پڑتا ہے۔

ہمارے تعلیم یافتہ اشخاص کی ایک جماعت کو یقیناً بے لوثی کے ساتھ یہ فکر ہے کہ ان ریاستوں میں جدید پولیٹیکل سائنس (علم سیاسیات) کے نظریوں پر عملدرآمد ہو۔ اور وہ سرحدی ریاستوں کی حکومت کی موجودہ شکل کی مذمت کرنے کی طرف مائل ہے۔ جسے وہ فرسودہ سمجھتی ہے۔ اس جماعت کی رائے ہے کہ پاکستان کی نئی مملکت میں جہاں نوجوانوں میں جمہوری طرز حکومت کے لئے جوش و خروش پایا جاتا ہے اس قسم کی حکومت کی کوئی گنجائش نہ ہونی چاہیئے۔ عام پاکستانی کو یہ فکر ہے۔ کہ اس کے ملک میں اس قسم کی حکومت قائم ہو۔ جو ساری دنیا کے لئے قابل رشک ہو۔

بعض حلقوں کی طرف سے ایسی سیاسی انجمنیں قائم کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ جو سرحدی ریاستوں اور قبائلی علاقوں کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ اس کی وجہ سے حکمرانوں میں بہت کچھ ناراضگی پیدا ہو گئی ہے۔ باشندگان و حکومت پاکستان کے لئے ضروری ہے کہ وہ سرحدی ریاستوں میں آئینی اصلاحات کے نفاذ کے سارے مسئلہ پر جذبات سے بالاتر ہو کر غور و خوض کرے۔ نیز اس سلسلے میں حکمران اور اصلاحات کا مطالبہ کرنے والوں میں سے کسی کی طرفداری نہ کرے۔

یہ ملحوظ رہے کہ پاکستان کی عمر ابھی پورے دو سال بھی نہیں۔ اور اسے ہندو شہنشاہیت کے خطرہ سے ابھی چھٹکارا نہیں ملا ہے۔ افغانستان .... شرارت پر تلا ہوا ہے اور ان ریاستوں کے باشندے تیز اور اچانک سیاسی تبدیلیوں کے لئے تیار نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں سرحدی ریاستوں کے والی ان علاقوں میں پاکستان کی پشت و پناہ ثابت ہوئے ہیں جو فوجی اور جنگی لحاظ سے اہم ہیں۔ اور جو والیان مذکور کی ریاستوں میں واقع ہیں۔ ان علاقوں سے ہمارے جو مفاد وابستہ ہیں ان کا اندازہ بادی النظر میں نہیں ہو سکتا۔ کشمیر کے معاملہ میں والیان مذکور نے جو خدمات انجام دی ہیں۔ اور جیسا مستقل اقتدار انہوں نے ہماری تمام سرحد پر قائم کیا ہے۔ اس کی جہاں تک بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ انہوں نے دفاع پاکستان کے لئے اپنی فوجوں کو کشمیر میں لڑنے کے لئے بھیجا۔ اور کشمیر کو باشندگان کشمیر کو دلانے اور اسے اسلام کے لئے محفوظ کرنے کی خاطر لاکھوں روپیہ خرچ ہے۔ لہٰذا ان والیانِ ریاست کو پریشان کرنے کے لئے غلط اعتراضات کرنا اور ان کی ریاستوں کے ہر لیے سیاسی ادارے منڈھنا جو وہاں کے سماجی نظام میں کھپ نہ سکیں۔ اور جن سے حکومت پاکستان کے خلاف تفرقہ انگیزی اور شبہات پیدا ہو جائیں۔ دانشمندی نہیں ہے۔

سرحدی ریاستوں میں اصلاحیں جاری کرنے کا مسئلہ اس طرح حل ہو سکتا ہے۔ کہ دوسرے قبائلی علاقوں کی طرح وہاں بھی انتظامی اصلاحات جاری کی جائیں۔ لیکن ان میں بھی والیان ریاست کی خوشنودی اور تعاون درکار ہے۔

سرحدی ریاستوں کے والیوں نے پاکستان کے اقتدار اعلیٰ کو مان لیا ہے۔ اور پاکستان کی نصیحت ماننے کے لئے ہمیشہ تیار ہیں۔ نیز انہیں دستور یہ پاکستان کے اختیارات کا احساس ہے۔ اصل میں انہیں اپنے انتظام کو بہتر بنا کر پاکستان کے دوسرے علاقوں کے انتظام کے معیار پر لانے کے لئے حکومت کی مدد اور رہنمائی درکار ہے۔ چنانچہ وہ ایسی اصلاحوں کا خیر مقدم کریں گے۔ جن کا مقصد ان کی ریاستوں میں جدید طریقہ انتظام اسکول اسپتال اور عمدہ عدالتیں قائم کرنا ہو۔ گھریلو صنعتوں کو ترقی دے کر اور ملک کو صنعتی بنانے کی اسکیموں کو جاری کر کے پاکستان کی عام ترقی میں حصہ لینے کا جذبہ ان میں کسی سے کم نہیں ہے۔ ہمارے روشن خیال طبقہ کو ان لوگوں کے سیاسی ارتقاء پر صبر اور ہمدردی سے غور کرنے کی ضرورت ہے اس سے سیاسی مصلحین کے کام میں آسانی ہو گی۔ والیان ریاست اپنی ریاستوں میں خود ہی تعلیم اور صحت عامہ کی ترقی کے لئے اسکیمیں چلا رہے ہیں۔ ان ریاستوں میں سیاسی جماعتیں پیدا کرنے کی بیرونی کوشش اس لئے اچھی نہیں کہ ایک طرف تو اس سے والیان ریاست اور عوام میں اختلاف پیدا ہوتا ہے اور دوسری طرف خود عوام میں بھی تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔

بدقسمتی سے سرحدی ریاستوں کا علاقہ نہایت سریع الاشتعال ہے۔ اور قبائلی علاقوں کی طرح یہاں بھی رائے کا اختلاف دلائل سے نہیں بلکہ قتل و غارت سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

لہٰذا ان علاقوں کی سیاسی ترقی اس طرح ہو سکتی ہے کہ ان کا انتظام ہمسایہ صوبوں کے انتظام کے مشابہ ہو جائے۔ اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ڈاکٹر۔ انجینئر اور تعلیم اور گھریلو صنعتوں کے ماہروں کو ان ریاستوں میں بھیجا جائے۔ تاکہ یہاں کے لوگ وہاں کے معدنی اور دیگر ذرائع کو ترقی دیں۔ اور عوام کا معیار زندگی بلند کرنے میں والیان ریاست کی مدد کریں

نقد و نظر

(۱) خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ حصہ سوم (جزو اوّل) مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

کاغذ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ۔ شائع کردہ نظارت تالیف و تصنیف جماعت احمدیہ۔ قیمت

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم حصہ سوم کا جزو اول شائع ہو چکا ہے۔ اس میں غزوہ بنی قریظہ سے لیکر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تبلیغی خطوط تک کے حالات درج ہیں۔ جن احباب نے حضرت میاں صاحب کی تصنیفات مطالعہ فرمائی ہیں۔ وہ آپ کی سہل ممتنع طرزِ بیان سے واقف ہیں۔ ہمیں اس کے متعلق کچھ نہیں کہنا میاں صاحب کی بے نظیر تصنیف پہلے شائع شدہ حصوں کے متعلق ملک کے ہر فرقہ کے علماء سے اخراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ شائقین مدت سے منتظر تھے۔ کہ اس کتاب کی تکمیل ہو۔ گو ان کی خواہش بکلی تو ابھی پوری نہیں ہو سکی۔ مگر اس جزو کی اشاعت سے کچھ نہ کچھ تسکین خاطر ضرور ہو جائے گی۔ شاید ہمیں یہ بتلانے کی ضرورت نہیں۔ کہ میاں صاحب نے واقعات کی تحقیقات اور ان کو صحیح صورت میں پیش کرنے کے علاوہ حسب معمول اس جزو میں بھی بعض ضروری مسائل پر جو عصر حاضر میں اہم سمجھے جاتے ہیں۔ سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔ اور اس طرح کتاب کی دلچسپی بڑی حد تک بڑھ گئی ہے۔ اس تصنیف کے مطالعہ سے ایک معمولی علم کا انسان بھی نہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے آشنا ہو جاتا ہے۔ بلکہ اسکو اسلامی تعلیم کی خصوصیات سے بھی کافی واقفیت ہو جاتی ہے۔ آج ہم دوسری جگہ اس جزو سے ایک اقتباس الفضل میں شائع کر رہے ہیں۔ جس سے احباب اندازہ کر سکیں گے۔ کہ مصنف نے کس قابلیت سے کتاب کو لکھا ہے۔ اور کتاب کتنی مفید ہے۔

(۲) پارہ الٓمٓ ۔ مولوی نور احمد صاحب سابق مدرس دینیات ایم اے او ہائی سکول امرتسر نے قرآن کریم کا پارہ اوّل شائع کیا ہے۔ اس میں خصوصیت یہ ہے۔ کہ ابتداء میں قرأت کے چند گُر تحریر فرمائے ہیں۔ جن کو اگر بچوں کے پہاڑوں کی طرح یاد کرا دیا جائے۔ تو وہ بہت جلد صحیح عبارت پڑھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ گر نہایت مختصر ہیں۔ اور جلد ہی بچوں کو یاد کرائے جا سکتے ہیں ہم مؤلف کی اس رائے سے متفق نہیں ہیں۔ کہ ان کو یاد کر لینے کے بعد قاعدہ یسرنا القرآن کی ضرورت نہیں رہتی۔ البتہ ان سے قاعدہ مذکور کے پڑھنے میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ گر واقعی بہت مفید ہیں۔ یہ پارہ مبارک کمپنی۔ ناشران قرآن مجید دسن پورہ لاہور سے ۸ر میں مل سکتا ہے۔ کاغذ معمولی۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔

درخواستِ دُعا

محترمی حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب۔ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ سے نزلہ اور بخار سے بیمار ہیں۔ کل دن بھر بہت تیز بخار رہا۔ بزرگان سلسلہ صحابہ کرام و درویشانِ قادیان سے درخواست ہے۔ کہ آپ کی شفاء کاملہ عاجلہ کیلئے خاص درد اور توجہ سے دعا فرمائیں۔ (عطاء اللہ خان مولوی فاضل بی۔ ٹی۔ ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ)

درخواستہائے دعا

(۱) ہفتہ عشرہ سے میری اہلیہ بعارضہ بخار مبتلا ہے۔ اور حالت دن بدن خراب ہے۔ احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ (خادم حسین انسپکٹر کوآپریٹو سوسائیٹیز احمد پور شرقیہ)

(۲) احباب دعا فرمائیں۔ کہ مولا کریم عاجز کی تمام پریشانیاں دور فرمائے۔ (عبد الغفور خان احمدی ہیڈ ماسٹر چک ۹۷ اڈکرا)

(۳) کمترین کو عرصہ ۱½ ماہ سے دائیں بازو میں درد ہے۔ ڈاکٹروں اور طبیبوں نے یہ مرض خطرناک بتایا ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ (محمد حسین مدرس)

(۴) خاکسار کی لڑکی سیدہ بیگم کو ۲۶ دن سے مسلسل بخار ہے۔ اس کی والدہ کو بھی ۷ دن سے بخار ہے۔ احباب کرام سے عاجزانہ درخواست ہے کہ ہر دو بیماروں کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے خاص طور پر دعا فرماتے رہیں۔ (خاکسار مرزا اعلام نبی۔ ریٹائرڈ ڈاک خانہ پون نگر دکان عنایت الله سیالکوٹ)

(۵) خاکسار خلیق الرحمن خان نے اس سال جماعت دہم کا امتحان دیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں:۔ (خلیق الرحمن خان ۸ میو گارڈن لاہور)

(۶) میرے بھائی محمد حسین شاہ صاحب زیدی احمدی ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول چک نمبر $\frac{44}{6\text{-}R}$ ملٹری فارم شادی پور کا لڑکا منور احمد عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب عزیز کے لئے دعا کریں۔

(ڈاکٹر سید مقبول حسین شاہ، احمدی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ٹنڈو کوٹ سندھ)

(۷) گورنمنٹ سکول آف انجینئرنگ رسول کے طلباء کی امتحان میں کامیابی کے لئے احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ (منور الدین احمد)

(۸) عزیزم عبد الباسط جاوید پسر ملک عبد الرحمن صاحب دھمیس لاہور میں عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بعارضہ بخار بیمار چلا آرہا ہے۔ بیماری خطرناک صورت اختیار کر رہی ہے۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ عزیز مذکور کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔ تاکہ مولا کریم اپنے فضل سے عزیز مذکور کو جلد از جلد صحت عطا کرکے والدین کی متواتر پریشانی کو دور کرے آمین۔ (ماسٹر عطا محمد احمدی قصور)

دُعائے مغفرت

(۱) میرے والد چوہدری شہاب الدین صاحب مہاجر جالندھری ۲۹ اپریل ۱۹۴۹ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرا ایک ہی گھر اس چک میں احمدی ہے۔ احباب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھ کر دعائے مغفرت فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین اور میرے دوسرے افراد خاندان کو بھی احمدیت میں داخل کرے۔ (امیر الدین شور کوٹ)

(۲) ہماری ہمشیرہ تاجہ بیگم بیوہ میر غلام رسول صاحب مرحوم کالا پور کشمیر ۲۹ اپریل ۱۹۴۹ء بروز جمعہ ½۶ بجے شام ہمیشہ کے لئے ہم سے رخصت ہو کر اپنے محبوب مولا کی آغوش میں چلی گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ چار پانچ ماہ سے بیمار چلی آرہی تھیں۔ گذشتہ ۲ ماہ کے عرصہ سے ہسپتال میں زیر علاج رہیں۔ ہسپتال میں سوائے معالج کے ان کے ساتھ اپنا کوئی تعلقدار نہ تھا۔ اور کسی رشتہ دار کو تجہیز و تکفین کی خدمت کا موقعہ نہ ملا۔ بلکہ سرینگر کے ایک غیر احمدی دیرینہ خاندانی تعلقدار نے یہ سادی مہم سر انجام دی۔ مرحومہ کے نماز جنازہ پر بھی کوئی احمدی دوست نہ پہنچ سکا۔ مرحومہ نے تحریک مسجد برلن میں اپنا حق مہر تین سو روپیہ بصورت زیورات سب کا سب دیدیا تھا۔ اور مرحومہ ۱۹۲۹ء سے موصیہ تھیں۔ تمام احباب کرام نماز جنازہ ادا فرما کر مرحومہ کے لئے بلندی درجات کی دعا فرمادیں۔ خاکسار ان: احمد اللہ احمدی مولوی فاضل برادر موصیہ۔ غلام محمد لون برادر موصیہ

اعلان نکاح

میرے بھائی ملک محمود احمد خان انسپکٹر آف ورکس ولد ملک دوست محمد صاحب چیف گڈس کلرک کا نکاح ہمراہ سلطانہ حمیدہ بنت نصیر الحق خان صاحب آف ... بعوض دو ہزار روپیہ حق مہر بمورخہ ۱۳ مئی ۱۹۴۹ء مکرم مولانا ابو البشارت عبد الغفور صاحب فاضل نے بعد نماز جمعہ پڑھا۔ تمام احباب سلسلہ صحابہ کرام و حضرات درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے۔ (عبد الحفیظ خان اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر سلطانپور لودھی)

پتہ مطلوب ہے

میں موضع علی پور ڈاکخانہ کھیڑی نودھ سنگھ (دکھنہ) تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ کا ہوں۔ میرے گھر والے سب پاکستان میں چلے آئے ہیں۔ ابھی تک مجھے ان کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ اگر کسی کو علم ہو۔ تو پتہ ذیل پر اطلاع دیں۔ الراقم حوالدار رشید احمد احمدی سٹیشن سپلائی ڈپو۔ بنگلور چھاؤنی ساؤتھ انڈیا۔

بازیافتہ بچے اور عورتیں

مندرجہ ذیل بازیافتہ خواتین اور بچے مورخہ ۳ جون ۱۹۴۹ء تک دار الخواتین میں لائے گئے جہاں ان کے ورثاء کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا ان کے رشتہ داروں کو چاہیئے۔ کہ وہ دار الخواتین زنانہ جیل جیل روڈ سے آکر لے جائیں:۔

نام	عمر	ولدیت	زوجیت	قومیت	سکونت	ضلع
رحمتے	۲۰ سال	گہنا	نواب	ماچھی	سوڈھیاں والہ	امرتسر
سکینہ	۲۰ "	مہر الدین	محمد حسین	موچی	سلطان ونڈ	"
دولتے	۲۲ "	رنگو	رحیم بخش	میراثی	جوگا سنگھ والہ	"
رشیدہ	۱۵ "	نیرو	×	تیلی	جنڈی	"
شریفاں	۱۹ "	اہلم دین	×	موچی	تیج کے جھال	"
حمیداں	۲۰ "	بشیر محمد	تاج الدین	جولاہا	پنڈوری	"
نسیم	۱۴ "	فجا	×	حجڑ	دیرہ والی	"
غلام رسول	۹ "	بھیلا	×	"	"	"
زبیدہ	۲۲ "	فجا	عبد اللہ	ارائیں	مزائن گڑھ	"
شیر خوار بچی	۲ ماہ	عبد اللہ	"	"	"	"
تاجاں عرف ممتاز	۱۴ سال	محمد حسین عرف شمشاد شاہ	×	سید	گوہر بہلسک خزانہ والہ	"
رشیداں	۲۳ "	حبیب	×	ترکھان	جابڑ پور	"
بشیراں	۱۸ "	مہنگا	×	جلاہا	گیان پور	"
نواب بی بی	۱۸ "	جیونا	لال دین	کمہار	رام دوالی	"
بختے	۲۴ "	چراغ	غلام محمد	فقیر	کرالیاں	"
خورشید	۳ "	غلام محمد	"	"	"	"
خورشید عرف جیون	۲۷ "	امام الدین	تاج الدین	کھوجے	کوٹ محمد خان	"
فیجاں	۱۸ "	فتح الدین	×	جھیور	جاماں رائ	"
ہدایت بی بی	۲۳ "	اللہ دتہ	اللہ بخش	موچی	ماسے نسی	"
عالم بی بی	۴۰ "	جانی شاہ	برکت	فقیر	راسے پور پریانہ	"
سلیم	۱۱ "	محمد	×	"	"	"
سائراں	۱۸ "	عنایت اللہ	×	تیلی	پوبلیاں	"
مرادان بی بی	۲۲ "	جلال الدین	دین محمد	راجپوت	رائے پور	"
سلیم اختر	۳ "	دین محمد	×	"	"	"
عائشہ بی بی	۳۵ "	گاموں	عنایت اللہ	تیلی	پوبلیاں	"
حنیفاں	۵ "	عنایت اللہ	×	"	"	"
حنیف	۷ "	"	×	"	"	"
مختار	۵ ماہ	"	×	"	"	"

اتحاد نہ ہونے کی وجہ سے مٹھی بھر یہودیوں نے چالیس ۴۰ کروڑ مسلمانوں پر فتح پالی

ہمیں متحد ہو کر مادی اور روحانی ترقی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے (علوبہ پاشا)

کراچی ۴ مئی۔ آج اسٹار کے نمائندہ سے ایک ملاقات کے دوران میں محمد علی علوبہ پاشا نے کہا کہ ان کے نزدیک فلسطین اور لیبیا کا چھن جانا ایسا ہی ہے جیسے خود ان کے بیٹے اور ان کی دولت چھن گئی ہو۔ مصری سفیر اقوام متحدہ میں یہودی ریاست کے داخلے پر بہت رنجیدہ تھے۔ انہوں نے ان پیہم شکستوں کو اتحاد اور تعلیم کی کمی سے تعبیر کیا۔ انہوں نے کہا یہ بڑی شرم کی بات ہے کہ مٹھی بھر یہودی دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں پر فتح پا گئے۔

یہودی ریاست ہماری دشمن ہے۔ لیکن میں یہودیوں کے جذبۂ عمل اور ان کے جذبۂ حب وطن کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان کا جذبہ حب وطن ایک خاموش جذبہ ہے۔ ہماری طرح جہانگ اعلان اور مبالغہ آمیز تقریروں کا نہیں۔

علوبہ پاشا نے سوال کیا۔ اگر یہ تمام نقصانات کافی نہیں ہیں۔ تو ہمیں اور زیادہ شکستوں بلکہ اپنی کامل تباہی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ ہماری طاقت کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ ہم مشرقی ممالک روحانی ارتقاء کے ساتھ سائنٹیفک میدانوں میں عمل کریں اور متحد رہیں۔ ہمیں اپنے رہنے کے لئے شاہی محلات تعمیر کرنے کی بجائے جدید کارخانے قائم کرنے چاہئیں۔ ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم تجارت، تعلیم صنعت اور دیگر امور کی دنیا میں ابھی بہت پیچھے ہیں۔

مصری سفیر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہم دنیا کی ممتاز نسل سے تعلق رکھتے ہیں تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد فاتح عالم تھے۔ ہماری سائنسی ترقیوں کو ہر شخص تسلیم کرتا تھا۔ ہماری سائنس یورپ کی تمام یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی تھی۔ ہم ان بلندیوں کو ایک بار پھر حاصل کر سکتے ہیں اور دنیا میں غلاموں کی سی نہیں بلکہ باعزت زندگی گذارنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

علوبہ پاشا نے کہا۔ اتحاد اور جدید ترقیوں کے لئے کوشش کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم آمادہ پیکار ہیں۔ ہم امن پسند ہیں لیکن اگر ہم کمزور ہیں تو اخلاق اور اصولات قطعی بے معنی شے ہے۔ بیچارگی کے عالم میں زندہ رہنا اور اپنی آبادی کو بڑھاتے جانا باعزت زندگی نہیں۔ جس دنیا میں رہنے کے لئے ہم کو طاقتور ہونا پڑے گا۔ ہمارے جسم میں قوت داخل ہے۔ ہم مرکز میں آباد ہیں۔ ہم تہذیب عالم کے لئے کارآمد ہو سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ خطرہ بھی بن سکتے ہیں۔

سلسلہ کلام ختم کرتے ہوئے سفیر مصر نے کہا "اب ہمیں متحد ہو جانا چاہیئے اور مادی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی ارتقاء کے لئے کوششیں کرنی چاہئیں۔ (اسٹار)

آزاد کشمیر میں ازسرنو آبادکاری اور تعلیم کا انتظام

لاہور ۴ مئی۔ اگرچہ آزاد کشمیر میں ازسرنو آبادکاری اور تعلیم کا کام شروع ہو چکا ہے لیکن معلوم ہوا ہے کہ ازسرنو آباد ہونے والے کشمیری مہاجرین میں اتنی مقدرت نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے کتب وغیرہ خرید سکیں چنانچہ اس سلسلے میں مخیر احباب سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم کا انتظام کر کے صدقہ جاریہ میں حصہ لیں۔ نیز ہدایت کی گئی ہے کہ خرید کتب کے سلسلے میں جو صاحب امداد کرنا چاہیں وہ ڈائریکٹر صاحب محکمہ تعلیم آزاد کشمیر گورنمنٹ مظفر آباد یا پبلسٹی بیورو آزاد کشمیر بالمقابل سیمنٹ لاہور سے مشورہ کریں۔ (نامہ نگار)

اکاؤنٹنٹ جنرل آزاد کشمیر گورنمنٹ کی مصروفیات

لاہور ۴ مئی۔ حکومت آزاد کشمیر کے اکاؤنٹنٹ جنرل مسٹر اے سلیم آڈٹ پارٹی کے ہمراہ لاہور میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور آجکل کشمیر اسٹیٹ پراپرٹی کے حسابات اور دیگر دستاویزات کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ حسابات کی کی پڑتال کے بعد کل شام آپ واپس مظفر آباد تشریف لے جائیں گے (اسٹاف رپورٹر)

کیا صوبہ سرحد کے نئے گورنر آکنلیک ہوں گے؟

لنڈن ۴ مئی۔ اگرچہ سرکاری حلقوں میں کچھ کہا نہیں جا رہا۔ لیکن غیر سرکاری حلقوں میں اس بات کو تسلیم کیا جا رہا ہے کہ فیلڈ مارشل آکنلیک، سر امبروس ڈنڈس کی جگہ صوبہ سرحد کے نئے گورنر مقرر ہوں گے۔

کچھ عرصہ قبل یہ افواہ پھیلی تھی کہ پاکستان کے گورنر جنرل فیلڈ مارشل آکنلیک کی اس عہدے کے لئے سفارش کر رہے ہیں۔ اور اگرچہ وہائٹ ہال اور پاکستانی حلقے اس معاملہ کو بدیہی اسباب کی بنا پر نظر انداز کر رہے ہیں۔ لیکن اس افواہ کی تردید کی کوئی بڑی کوشش نہیں کی گئی (اسٹار)

استصواب کی مہم جیتنے کیلئے وادی کشمیر کے مہاجر نوجوانوں کو تربیت دینا نہایت ضروری ہے

مہاجرین کی آبادکاری اور استصواب کیلئے تیاری کے سلسلے میں ایک اہم تجویز

(اسٹاف رپورٹر سے)

لاہور ۴ مئی۔ استصواب کی مہم کو کامیاب طریق پر چلانے کے سلسلے میں کشمیر کے مشہور لیڈر خواجہ غلام نبی گلکار نے ایک بیان کے ذریعہ حکومت پاکستان کو توجہ دلائی ہے کہ وہ کشمیری مہاجرین میں سے بالخصوص وادی کشمیر کے رہنے والے نوجوانوں کو علیحدہ کیمپوں میں جمع کر کے فوجی تربیت اور انہیں پراپیگنڈہ کے طریقوں سے بہرہ ور کرے۔ تاجب وادی کشمیر میں جانے کے لئے راستہ کھل جائے تو یہ تربیت یافتہ نوجوان وہاں پہنچ کر استصواب میں پاکستان کی موافقت کے لئے فضا کو سازگار بنانے کی کوشش کریں۔ آپ نے کہا اس طریق پر استصواب کی مہم جیتنے میں بھی بہت مدد ملے گی۔ اور مہاجرین کی عارضی آبادکاری کا مسئلہ بھی بہت حد تک حل ہو جائے گا۔ کیونکہ اس وقت یہ لوگ بہت تنگی کی حالت میں ہیں۔ اور رہائش کے انتظام اور فری راشن کے سلسلے میں حکومت کی خاص توجہ کے محتاج ہیں۔

خواجہ صاحب نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ کشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کی جدوجہد میں نیم ماہ مسلسل قید و بند میں رہنے کے بعد ۱۵ جنوری ۱۹۴۹ء کو جب انڈین گورنمنٹ نے مجھے رہا کر کے جلا وطن کیا جانے کا حکم دیا چنانچہ قیدیوں کے تبادلہ کے سلسلے میں مجھے پاکستان بھیج دیا گیا۔ اس مختصر عرصہ میں میں پاکستان کے مختلف شہروں کا دورہ کر کے مہاجرین کی حالت کا بہت حد تک جائزہ لے چکا ہوں۔ میرا دل شکرگزاری کے جذبات سے لبریز ہے کہ حکومت پاکستان اور اہل پاکستان نے جموں و کشمیر کے مسلمانوں کے لئے بے دریغ قربانیاں کی ہیں۔ لیکن میرے دل میں یہ خلش باقی ہے کہ استصواب کے سلسلے میں وادی کشمیر کے رہنے والے اور مخصوص کشمیری زبان بولنے والے مظلوم مہاجرین کی اہمیت کو اس درجہ مدنظر نہیں رکھا گیا ہے۔ جس کے وہ دراصل مستحق ہیں کشمیریوں کی زبوں حالی اور مصلحت وقت کا تقاضا تھا کہ انہیں زیادہ سے زیادہ مراعات دی جاتیں۔ لیکن مجھے معلوم کر کے حد درجہ افسوس ہوا ہے کہ وادی کشمیر کے مہاجرین جن کی تعداد اس وقت پاکستان میں نسبتاً زیادہ نہیں ہے انتہائی مصائب کا شکار ہیں۔ چنانچہ میں تجویز کروں گا کہ کشمیری زبان بولنے والے اصلی کشمیریوں کی آبادکاری اور دیکھ بھال کے لئے کسی مخلص کشمیری جاننے والے دوست کی خدمات بھی حاصل کی جائیں تاکہ بروقت ایک اہم فروگذاشت کا ازالہ ہو سکے۔

بیان کے آخر میں آپ نے ان لوگوں کو تربیت دینے اور پراپیگنڈے کے طریقوں سے بہرہ ور کرنے کی تجویز پیش کرنے کے بعد بالخصوص اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر اس تجویز پر عمل کیا جائے تو خاص وادی کشمیر میں کام کرنے کے لئے معمولی سے اخراجات سے وہاں کے رہنے والے بہت سے رضاکار تیار کئے جا سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں حکومت اگر چاہے تو کشمیری بولنے والے کارکنوں کی خدمات حاصل کر سکتی ہے۔

اغوا کردہ عورتوں کی بازیابی اور بلیک مارکیٹ کے مسائل پر

شیخ صادق حسن اور گورنر مغربی پنجاب کے درمیان تبادلہ خیالات

لاہور ۴ مئی۔ شیخ صادق حسن نائب صدر صوبہ مسلم لیگ مغربی پنجاب نے کل سر فرانسس موڈی گورنر مغربی پنجاب سے ملاقات کے دوران میں اس امر پر زور دیا کہ مسلم اغوا شدہ عورتوں کی بازیابی کے لئے جدوجہد کو تیز سے تیز تر کر دیا جائے۔ آپ نے مغربی پنجاب سے غیر مسلم اغوا شدہ خواتین کی بازیابی کے سلسلہ میں اپنی خدمات بھی پیش کیں۔ مزید برآں آپ نے بے روزگاری دور کرنے گیہوں کا نرخ کم کرنے اور کپڑے کی علی الاعلان بلیک مارکیٹ کو روکنے پر بھی زور دیا۔

بے روزگاری کے مسئلہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے مشورہ دیا کہ بیکاروں کو برسر روزگار لانے کے سلسلے میں ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو اس بارے میں ایک معین سکیم مرتب کر کے اس کے مطابق بے روزگاروں کو کام پر لگائے۔

گیہوں کی بڑھی ہوئی قیمتوں اور کپڑے کی بلیک مارکیٹ کے ضمن میں آپ نے کہا اگرچہ کپڑے کی قیمتوں پر کنٹرول ہے۔ لیکن کپڑا کنٹرول شدہ قیمتوں سے دوگنی قیمتوں پر برسرعام فروخت ہو رہا ہے کپڑا خریدار تک پہنچتے پہنچتے اتنا گراں ہو جاتا ہے کہ غریب لوگ اسے نہیں خرید سکتے غریبوں کے چیتھڑے لگے ہوئے ہیں اور بلیک مارکیٹ کرنے والوں کی ہوس ہے کہ پوری ہونے میں نہیں آتی ضروری ہے کہ اس قوم دشمنی کا سختی سے قلع قمع کیا جائے۔ گورنر مغربی پنجاب نے آپ کی پیش کردہ تجاویز پر ہمدردی سے غور کرنے کا یقین دلایا۔ نیز اغوا شدہ عورتوں کی بازیابی کے سلسلے میں چیف سیکرٹری سے ملاقات کرنے کی ہدایت کی۔ (نامہ نگار)